Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بین المذاہب تعلقات۔سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں

Interfaith Relations - In the Light of Sirah of Prophet (PBUH)

☆عافیہ عباس

☆☆ڈاکٹر سید حسن شکیل شاہ

Abstract

Interfaith relations are inevitable in a peaceful world in the contemporary age. The modern world has changed into a global village in which a Muslim has to interact with people belonging to different religions and civilizations. Islam as a revealed religion provides a code for Interfaith relations. This article will highlight the teachings of the Holy Prophet (PBUH) in this regard so that today's multi-religious world could have a peaceful coexistence with other religions. In this article, religious, social, economic and political aspects of interfaith relations will be discussed in the light of Seerah.

Keywords: *Interfaith Harmony, Sirah of Prophet (PBUH), Peace, Islam*

مقدمہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی فطرت میں معاشرت پسندی رکھ دی ہے۔ حضرت آدمؑ سے لے کر نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ تک جتنے بھی انبیاء کرام تشریف لائے تمام امن وامان اور باہمی احترام کا درس دیتے رہے۔ دورِ حاضر میں دنیا کے تقریباً ہر حصے میں مسلمان سکونت پذیر ہیں۔ مسلمانوں کو انفرادی واجتماعی طور پر غیر مسلموں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ دنیا گلوبل ویلیج بن چکی ہے اور مختلف مذاہب وادیان کے لوگوں کا ایک دوسرے سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اسلام عالمگیر دین ہے اور مذہبی عقائد ونظریات، معاشرت و ثقافت اور تہذیب کے لحاظ سے مسلمان ممتاز قوم ہیں جن کے لیے نبی اکرم محمد ﷺ کی سیرت بحیثیت نمونہ موجود ہے۔ اسلام بین المذاہب تعلقات کا عالمگیر ضابطہ عطا کرتا ہے جس پر عمل کی روشن مثالیں سیرت نبوی ﷺ میں موجود ہیں۔ چنانچہ بین المذاہب تعلقات کا منہج ودائرہ کار کیا ہوگا اس کے لیے نبی کریم ﷺ کی ذات سے رہنمائی ملتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ[3]

پھر ہم نے آپ کو بھی (دین کے) اس معاملے میں ایک خاص طریقے پر کر دیا پس آپ اسی کی پیروی کریں اور کبھی ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہیں کریں جو علم نہیں رکھتے۔

چنانچہ اسلام انسانیت وبین الاقوامی تعلقات کا درس ضرور دیتا ہے مگر ایک خاص طریقہ کار کے مطابق ان کو منضبط کرتا ہے۔ اسلام بحیثیت عالمگیر دین کسی بھی غیر مسلم سے سماجی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی تعلقات کو حرام نہیں ٹھہراتا بلکہ ہر مذہب کے ماننے والوں کے احترام وتوقیر کا حکم دیتا ہے۔ اسلام نے اسلامی برادری کے ساتھ ساتھ انسانی برادری کا بھی درس دیا ہے، جس پر عمل کی روشن مثالیں سیرت طیبہ میں موجود ہیں۔

بین المذاہب تعلقات کا اسلامی تصور

خالقِ کائنات نے انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے انبیاء کرام بھیجے۔ انبیاء کرام نے توحید کی دعوت دی جن کے ماننے والے انسان رب تعالیٰ کے نزدیک سرخرو ٹھہرے اور جھٹلانے والے کافر قرار پائے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا[4]

☆۔ایم فل سکالر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

☆☆۔ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر وتہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

[3] الجاثیہ ۴۵:۱۸

Al-Jasiyah 45:18

[4] الانسان ۷۶:۳

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ہم نے اس کو راستہ بتا دیا (پھر اس کی مرضی) خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا۔

اللہ نے رسول مبعوث کر کے انسان کو ہدایت اور گمراہی واضح کر دی ہے اور ان کی پہچان انسان کے فطری شعور میں رکھ دی ہے۔

فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَ هَا وَتَقْوٰىهَا[1]

پھر اس کے دل میں ڈال دی اس کی نافرمانی اور اس کی پرہیزگاری (کی پہچان)۔

چنانچہ پوری انسانیت حق شناسی کے اعتبار سے دو گروہوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک گروہ جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا کردہ ضابطہ حیات پر ایمان لایا اور دوسرا وہ جو کہ حق کو جھٹلاتا رہا۔ دینِ اسلام سراسر حق ہے جو تمام مذاہب اور گروہوں سے رواداری، ہمدردی اور امن کا درس دیتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں مشاہدہ کیا جائے تو بین المذاہب تعلقات کا تصور واضح طور پر ملتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات کے مطابق ایک عملی رویہ، اسوہ رسول اکرم ﷺ کی صورت میں موجود ہے۔ کیونکہ بین المذاہب تعلقات محض معاشرتی ضرورت ہی نہیں بلکہ دعوتِ حق کا ایک ذریعہ بھی ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی دیگر مذاہب کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے تین صورتیں پیش کرتے ہیں:

> کفار کے ساتھ تین قسم کے معاملات ہوتے ہیں۔ موالات: یعنی دوستی، مدارات۔ ظاہری خوش خلقی، مواسات یعنی احسان و نفع رسانی، موالات تو کسی حال میں جائز نہیں۔ اور مدارات، تین حالتوں درست ہے۔ ایک دفع ضرر کے واسطے، دوسرے اس کافر کی مصلحت دینی یعنی توقع ہدایت کے واسطے، تیسرے اکرام ضیف کے لیے، اور اپنی مصلحت و منفعت مال و جان کے لیے درست نہیں، اور مواسات کا حکم یہ ہے کہ اہل حرب کے ساتھ ناجائز ہے، اور غیر اہل حرب کے ساتھ جائز۔[2]

یعنی کہ موالات، مدارات اور مواسات بین المذاہب تعلقات کے لیے تین جہات ہیں۔ مفتی محمد شفیع نے چوتھا معاملہ بھی بیان کیا ہے۔ آپ معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

> یہ تمام مسلمانوں کے ساتھ جائز ہے، بجز ایسی حالت کے کہ ان معاملات سے عام مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کا تعامل اس پر شاہد ہے۔ فقہاء نے اسی بناء پر کفار اہل رب کے ساتھ اسلحہ کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔ باقی تجارت وغیرہ کی اجازت دی ہے۔[3]

چنانچہ اگر بین المذاہب تعلقات کے اسلامی تصور کے لحاظ سے دیکھا جائے تو موالاتی، مداراتی، مواساتی اور معاملاتی چار بنیادی پہلو سامنے آتے ہیں۔ ذیل میں بین المذاہب تعلقات کے سماجی، معاشی اور سیاسی پہلو و سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں بیان کیے جائیں گے:

بین المذاہب سماجی و معاشرتی تعلقات

اسلام بین المذاہب سماجی تعلقات کا ایک مکمل ضابطہ عطا کرتا ہے۔ سیرت طیبہ میں غیر مسلموں سے سماجی تعلقات سے متعلق واضح رہنمائی موجود ہے۔

ا) غیر مسلموں کی مہمان نوازی

مہمان نوازی اسلامی تہذیب کا خاصا رہی ہے۔ ازمنہ قدیم سے مہمان نوازی بحیثیت اعلیٰ اخلاق کے پیش کی جاتی رہی ہے جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی اور قبل از اسلام اہل عرب کی مہمان نوازی وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت بھی مہمان نوازی کی متعدد مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور آپ ﷺ محض مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ کفار کی بھی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔

Al-Insan 3:76

[1] الشمس ۹۱:۸

Ash-Shams 8:91

[2] تھانوی، اشرف علی، مولانا، بیان القرآن، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن، ج ۱، ص ۲۲۶

Thanvi, Ashraf Ali, Maulana, Bayan-ul-Quran, Maktaba Rehmania, Lahore, n.d, v 1, p 226

[3] محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۵۱

Muhammad Shafi, Mufti, Maaraf-ul-Quran, Maktaba Ma'araf-ul-Quran, Karachi, 2009, P 51

Vol.4 No.2 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ، ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ، ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ، ثُمَّ أَصْبَحَ مِنَ الْغَدِ فَأَسْلَمَ، فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا[1]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر مہمان آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا، بکری دوہی گئی، وہ دودھ پی گیا، پھر دوسری دوہی گئی، اس کو بھی پی گیا، اس طرح وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا، پھر کل صبح ہو کر وہ اسلام لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک بکری) دوہنے کا (حکم دیا، وہ دوہی گئی، وہ اس کا دودھ پی گیا، پھر آپ نے دوسری کا حکم دیا تو وہ اس کا پورا دودھ نہ پی سکا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر کو دعوتِ طعام دی جاسکتی ہے۔اسی طرح اگر کوئی اہل کتاب کھانے کی دعوت دے اور اس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جانے کا شبہ نہ ہو تو اس کی دعوت قبول بھی کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ ایک بار ایک یہودی نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ کا پیالہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے اسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حسین و جمیل رکھے، چنانچہ مرتے دم تک اس کے بال سیاہ رہے، اور وہ تقریباً نوے سال تک زندہ رہا لیکن اس کے بالوں میں سفیدی نہیں آئی۔[2]

چنانچہ اسلام بین المذاہب تعلقات میں ایسے امور کی اجازت دیتا ہے جن سے باہمی ہم آہنگی بڑھے اور غیر مسلموں تک اسلام کی خیر پہنچے۔ غیر مسلم اہل کتاب کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے بشرطیکہ حرام شے نہ ہو۔ ان امثلہ سے صراحت ہوتی ہے کہ سیرتِ طیبہ بین المذاہب سماجی تعلقات میں واضح طور پر راہنمائی فراہم کرتی ہے۔

یہ بین المذاہب تعلقات باہمی ہم آہنگی، امن وعامہ اور بقائے عامہ کے لیے ضروری ہیں کیونکہ اسی طرح کوئی بھی معاشرہ خوش حالی وترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

۲) غیر مسلموں سے تحائف کا تبادلہ

تحائف باہمی محبت واحترام اور تعلقات بڑھانے کا وسیلہ ہیں۔ سماجی تعلقات میں غیر مسلموں کو تحفہ دینے اور لینے کی بہت اہمیت ہے۔ آپ ﷺ نے تحائف دینے کی ترغیب دی کیونکہ یہ تعلقات کو مستحکم کرنے میں معاون ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " تَهَادَوْا فَإِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ[3]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگ ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، اس لیے کہ ہدیہ دل کی کدورت کو دور کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ تحفہ قبول کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے غیر مسلموں سے بھی تحائف قبول کیے۔

عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنَّ كِسْرَى أَهْدَى لَهُ فَقَبِلَ، وَأَنَّ الْمُلُوكَ أَهْدَوْا إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُمْ "، وَفِي الْبَاب، عَنْ جَابِرٍ، وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَثُوَيْرُ بْنُ أَبِي فَاخِتَةَ اسْمُهُ سَعِيدُ بْنُ عِلَاقَةَ، وَثُوَيْرٌ يُكْنَى أَبَا جَهْمٍ[4]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الاطعمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ، حدیث ۱۸۱۹

Sunan Tirmidhi, Kitab-ul-Ata'ama, Hadith 1819

[2] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، س۔ن، ج ۱۰، ص ۳۹۲

As-Sana'ani, Abd-ur-Razzaq bin Hamam, Musanif Abd-ur-Razzaq, Al Maktan-ul-Islami, Beirut, n.d, v 10, p 392

[3] سنن ترمذی، کتاب الولاء والھبۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فِي حَثِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّهَادِي، حدیث ۲۱۳۰

Sunan Tirmidhi, Kitab-ul-Wila'a wal Hiba An Rasool (PBUH), Hadith 2130

[4] سنن ترمذی، کتاب السیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي قَبُولِ هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ، حدیث ۱۵۷۶

Sunan Tirmidhi, Kitab-us-Sir An Rasool (PBUH), Hadith 1576

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فارس کے بادشاہ کسریٰ نے آپ کے لیے تحفہ بھیجا تو آپ نے اسے قبول کر لیا، کچھ (اور بادشاہوں نے آپ کے لیے تحفہ بھیجا تو آپ نے ان کے تحفے قبول کیے۔

آپ ﷺ نے تحفہ دینے کے ساتھ ساتھ تحفہ قبول کرنے کی بھی ترغیب دی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ، لَقَبِلْتُ، وَلَوْ دُعِيتُ عَلَيْهِ، لَأَجَبْتُ " [1]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر مجھے کھر بھی ہدیہ کی جائے تو میں قبول کروں گا اور اگر مجھے اس کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا۔

تحفے اور تحائف کا تبادلہ درحقیقت بین المذاہب تعلقات کو مستحکم کرنے کا وسیلہ ہے اور سیرت طیبہ میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔

۳) بین المذاہب تقریبات میں شرکت

غیر مذاہب کی تقریبات میں شریک ہونے کے لیے بھی اسلام اصول عطا کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے غیر مسلموں کی سماجی تقریبات مثلاً شادی بیاہ، ولادت کی خوشی، ملازمت کی خوشی، کسی کی وفات یا کسی دیگر تقریب کی خوشی میں شرکت جائز، جبکہ مذہبی تقریبات میں شرکت ناجائز ہے۔

ایسی غیر مذہبی تقریبات جن میں غیر مسلم اپنی مذہبی رسومات سرانجام دیتے ہیں، ان میں مسلمانوں کا شرکت نہ کرنا اولیٰ ہے۔ لیکن اگر مذہبی تناظر سے زیادہ تقریب سماجی تناظر میں ہو تو اس میں شرکت کی جاسکتی ہے۔ ایسی تقریبات جن میں کوئی مسلمان فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور خیر سگالی کے جذبے سے، سماجی تعلقات بڑھانے کے ارادے سے، یا دعوتی مقصد سے شرکت کرنا چاہے تو اس کا جواز ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ حدود کی رعایت کیے بغیر محض سماجی تعلقات بڑھانے کے لیے اپنی مذہبی تعلقات کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد راہنمائی فراہم کرتا ہے:

الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ [2]

حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔

۴) غیر مسلموں کو سلام کرنا

آپ ﷺ نے دشمنوں کی بدسلوکی اور بدتمیزی کو اپنے حسن اخلاق سے ماند کر دیا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ:" تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ" [3]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ، اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی، الغرض سب کو سلام کرو۔

غیر مسلم کو سلام کرنے سے متعلق علماء کرام کی متعدد آراء ملتی ہیں۔ بعض کے مطابق انہیں سلام نہیں کرنا چاہیے، بعض انہیں سلام کرنے میں پہل ممنوع ہے غرضیکہ مختلف نظریات ملتے ہیں۔ مولانا جلال الدین عمری رقم طراز ہیں:

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الأحکام عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي قَبُولِ الْهَدِيَّةِ وَإِجَابَةِ الدَّعْوَةِ، حدیث ۱۳۳۸

Sunan Tirmidhi, Kitab-ul-Ahkam an Rasool (PBUH), Hadith 1238

[2] بخاری، کتاب الایمان، بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، حدیث ۵۲

Bukhari, Kitab ul Imaan, Hadith 56

[3] بخاری، کتاب الایمان، بَابُ إِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ، حدیث ۱۲

Bukhari, Kitab ul Imaan, Hadith 12

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

"ہمیں ایک ایسے معاشرے کے بارے میں سوچنا چاہیے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کا ملا جلا اور مخلوط معاشرہ ہے۔ جہاں دونوں کے درمیان ثقافتی، سماجی، معاشی، غرض مختلف نوعیت کے تعلقات موجود ہیں اور دونوں قانونی اور دستوری روابط میں بندھے ہوئے ہیں۔ اس طرح کے معاشرہ میں غیر مسلموں کو مسنون طریقہ سے سلام کیا جائے تو یہ مخالف سلف عمل نہ ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس طرح آہستہ آہستہ اسلامی آداب سے مانوس ہوتے چلے جائیں اور ان کی معنویت ان پر زیادہ بہتر طریقہ سے واضح ہو جائے۔ اس میں قباحت محسوس ہو تو ان کے لیے عزت و احترام اور محبت و خیر خواہی کے دوسرے الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ البتہ اس بات کا ضرور خیال رکھنا ہو گا کہ تعلقات کے اظہار میں ایسے طریقے نہ اختیار کیے جائیں، جو کسی مذہب یا تہذیب کے مخصوص شعار کی حیثیت رکھتے ہوں اور ایسے الفاظ نہ استعمال کیے جائیں جو اسلام عقائد سے متصادم ہوں۔ لہٰذا نبوی تعلیم، مساوات، عدل وانصاف اور حسن اخلاق کو مد نظر رکھتے ہوئے غیر مسلم کے لیے "السلام علی من اتبع الهدى" یا "آداب" کہنا جائز ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم "السلام علیکم" کہے تو اسے جواب میں صرف "و علیکم" کہنا چاہیے۔[1]

۵) غیر مسلموں کی عیادت

نبی کریم ﷺ تمام نوع انسانیت کے ساتھ مساوات، عدل وانصاف، حسن اخلاق کا معاملہ فرماتے تھے اور مسلم غیر مسلم سبھی کی خوشی، غم شریک ہوتے تھے۔ بیمار پڑ جانے والے بھائی کی عیادت اور تیمارداری کرنا، اس کی راحت کا سامان مہیا کرنا اور اس کے لیے کلمات خیر کہنا بھی بہت بڑی نیکی ہے اس سے ہمدردی کا اظہار اور مریض سے یگانگت ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم کی عیادت کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر معاشرے یا سماج میں کوئی شخص بیمار پڑ تا تو اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے اور اس کے لیے مناسب دعا فرمایا کرتے تھے۔ احادیث سے اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی لڑکے کی عیادت فرمائی ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قَالَ:" كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمْ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ , وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ"[2]

ایک یہودی لڑکا (عبد القدوس) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا مزاج معلوم کرنے کے لیے تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ وہیں موجود تھا۔ اس نے کہا کہ (کیا مضائقہ ہے) ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں مان لے۔ چنانچہ وہ بچہ اسلام لے آیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ پاک کا جس نے اس بچے کو جہنم سے بچا لیا۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ مسلمانوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے وہیں غیر مسلموں کے ساتھ بھی ہمدردی، ہم آہنگی اور غم گساری کا رویہ اپناتے تھے۔ آپ ﷺ ہمیشہ قوم کی باہم اتفاق اور رواداری کی طرف رہنمائی فرماتے تھے۔ بین المذاہب عیادت و تعزیت جیسے امور کا جواز اسلیے بھی ہے کہ ان میں بھلائی اور حسن سلوک ہے۔

۶) غیر مسلم کے جنازے کی تکریم

اسلام بحیثیت انسان ہر انسان کو تکریم و تعظیم بخشتا ہے۔ اسلام میں کوئی ایسی نص موجود نہیں جس سے ثابت ہو کہ مسلمان بین المذاہب سماجی تعلقات میں تعزیت نہیں کر سکتے۔ بلکہ قرآن و حدیث واضح طور پر انسانیت کی بھلائی اور ہم آہنگی کا درس دیتے ہیں۔ غیر مسلموں کے دکھ سکھ میں شرکت سماجی رشتہ مضبوط کرتی ہے۔ بلکہ بہتر ہے کہ کسی غیر مسلم کی وفات پر اظہارِ ہمدردی کیا جائے اور تعزیت کے لیے جاکر ممکنہ تعاون کی پیش کش کی بھی جائے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ سے یہی درس ملتا ہے کہ آپ ﷺ غیر مسلم رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ حتیٰ کہ ایک یہودی کے جنازے کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔

---

[1] جلال الدین عمری، مولانا سید، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کی حدود، اسلامی پبلی کیشنز، دہلی، ۱۹۹۸ء، ص ۱۳۶

Jalal-u-Deen Umri, Maualan Syed, Ger Muslimo se Taluqat aur un ki Hudood, Islamic Publications, Delhi, 1998, p 136

[2] صحیح بخاری، کِتَاب الْجَنَائِزِ، بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ، حدیث ۱۳۵۶

Sahih Bukhari, Kitab ul Janaez, Hadith 1356

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرُّوا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا، فَقِيلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَقَالَا:" إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتْ بِهِ جِنَازَةٌ فَقَامَ , فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ: أَلَيْسَتْ نَفْسًا[1]

سہل بن حنیف اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہما قادسیہ میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں کچھ لوگ ادھر سے ایک جنازہ لے کر گزرے تو یہ دونوں بزرگ کھڑے ہوگئے۔ عرض کیا گیا کہ جنازہ تو ذمیوں کا ہے (جو کافر ہیں) اس پر انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اسی طرح سے ایک جنازہ گزرا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے کھڑے ہوگئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہودی کی جان نہیں ہے؟

یعنی بحیثیت انسان ہر انسان قابلِ تعظیم ہے اور بین المذاہب سماجی تعلقات میں یہی امر ملحوظِ خاطر رہنا چاہیے۔ لیکن تعزیت اور دعائے مغفرت میں فرق ہے۔ دعائے مغفرت صرف اہلِ ایمان کے لیے کی جاسکتی ہے جبکہ غیر مسلم کی وفات پر اظہارِ ہمدردی وافسوس کیا جاتا ہے۔ ان کے لواحقین اور اولاد کو حوصلہ وصبر کی تلقین کرنا، ان کے دکھ میں شریک ہونا سیرتِ طیبہ کا درس ہے۔

بین المذاہب معاشی تعلقات

اسلام نے بین المذاہب معاشی تعلقات کو بے حد اہمیت دی ہے۔ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ معاشی تعلقات جیسا کہ تجارت، کاروباری لین دین اور دیگر معاملات کو کچھ ضوابط کے ساتھ درست رکھا ہے۔ جس طرح کاروبار، لین دین اور خرید و فروخت کے معاملات مسلمانوں کے ساتھ جائز ہیں، اسی طرح کچھ اصول وضوابط کے ساتھ غیر مسلموں سے بھی کاروبار کیا جاسکتا ہے مثلاًیہ کہ تجارت حرام نہ ہو، حرام شے کی نہ ہو اور حرام ذریعہ سے نہ ہو وغیرہ۔

ریاستِ مدینہ کا قیام عمل میں آیا تو نبی کریم ﷺ نے دیگر مذاہب کے لوگوں سے تعلقات استوار کیے۔ مدینہ میں ہی نبی اکرم ﷺ کا واسطہ اہلِ کتاب عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی پڑا۔ ان سے میل جول، تعلقات اور دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں جب سماجی تعلقات قائم کیا تو ہدایا کا بھی تبادلہ ہوا۔ بین المذاہب معاشی اور تجارتی تعلقات کی واضح امثلہ بھی سیرتِ رسول ﷺ سے ملتی ہیں۔ آپ ﷺ غیر مسلموں سے مالی معاملات کیے۔ جیسا کہ یہودیوں کے پاس گروی رکھوایا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:" اشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَامًا، وَرَهَنَهُ دِرْعَهُ[2]

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مدت ٹھہرا کر ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

اسی طرح صحابہ کرام بھی یہودیوں سے قرض لے لیا کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ:أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ وَسْقًا لِرَجُلٍ مِنْ يَهُودَ فَاسْتَنْظَرَهُ جَابِرٌ، فَأَبَى فَكَلَّمَ جَابِرٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لَهُ إِلَيْهِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ لِيَأْخُذَ ثَمَرَ نَخْلِهِ بِالَّذِي لَهُ عَلَيْهِ فَأَبَى عَلَيْهِ، وَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْظِرَهُ فَأَبَى[3]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ان کے والد انتقال کر گئے اور اپنے ذمہ ایک یہودی کا تیس وسق کھجور کا قرضہ چھوڑ گئے، جابر رضی اللہ عنہ نے اس سے مہلت مانگی تو اس نے (مہلت دینے سے) انکار کر دیا، تو آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی کہ آپ چل کر اس سے سفارش کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور یہودی سے بات کی کہ وہ (اپنے قرض کے بدلے میں) ان کے کھجور کے باغ میں جتنے پھل ہیں لے لے لیکن اس نے انکار کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا ”: اچھا جابر کو مہلت دے دو“

---

[1] صحیح بخاری، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ، حدیث ۱۳۱۲

Sahih Bukhari, Kitab ul Janaez, Hadith 1312

[2] صحیح البخاری، کِتَابُ الرَّهْنِ، بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُودِ وَغَيْرِهِمْ، حدیث ۲۵۱۳

Sahih Bukhari, Kitab ur Rehn, Hadith 2513

[3] سنن ابی داود، کِتَاب الْوَصَايَا، باب مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَهُ وَفَاءٌ يُسْتَنْظَرُ غُرَمَاؤُهُ وَيُرْفَقُ بِالْوَارِثِ، حدیث ۲۸۸۴

Sunan Abu Dawood, Kitab ul Wissayah, Hadith 2884

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا یہودیوں سے اموال کا لین دین چلتا رہتا تھا۔ سیرت طیبہ ﷺ میں بین المذاہب معاشی تعلقات تجارت، لین دین اور قرض کے معاملات ملتے ہیں مگر وراثت کو ختم کر دیا گیا۔

نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ غیر مسلموں کے بازاروں میں بھی جاتے رہے اور ان سے کاروبار بھی کیا۔ ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ کبھی آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو یہودیوں یا عیسائیوں سے معاشی تعلقات رکھنے سے منع فرمایا ہو۔ ہجرت کے بعد عبد الرحمٰن بن عوفؓ کا رشتہ اخوت قائم کیا تو ان کے مواخاتی بھائی نے انہیں اپنا نصف مال پیش کیا مگر انہوں نے بازار کا راستہ پوچھا تو انہیں بنو قینقاع کے بازار کا راستہ بتایا گیا اور انہوں نے وہیں سے تجارت کا آغاز کیا۔[1] اس کے بعد مسلمانوں نے اپنا معاشی نظام مضبوط کیا اور بین المذاہب معاشی تعلقات بلاواسطہ اور بالواسطہ قائم رہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے خیبر کی زمین بھی کاشت کے لیے یہودیوں کو دی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: " أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا، وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا[2] "

عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کو اس شرط پر دی تھی کہ اس میں کام کریں اور اسے بوئیں تو آدھی پیداوار انہیں دی جایا کرے گی۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہود کے ساتھ مزارعت جائز ہے۔ چنانچہ سیرت طیبہ سے بین المذاہب معاشی تعلقات جواز ملتا ہے۔ چنانچہ مزارعت اور مساقات جیسے معاملات بھی کچھ ضوابط کے ساتھ جائز ہے۔

بین المذاہب سیاسی تعلقات

سیرت طیبہ ﷺ میں بین المذاہب سماجی و معاشرتی تعلقات کے ساتھ ساتھ بین المذاہب سیاسی تعلقات کے لیے بھی ہدایت وراہنمائی ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی تب ہی "میثاق مدینہ" کی صورت میں بین المذاہب سیاسی تعلقات اور بقائے باہمی کی روشن مثال عطا فرمائی۔ بین المذاہب سیاسی تعلقات کی اہمیت کا اندازہ معاہداتِ نبوی، مکتوباتِ نبوی اور سفارت کے نبوی نظام سے لگایا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ان امور کو سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں بین المذاہب سیاسی تعلقات کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے:

ا) معاہداتِ نبوی ﷺ

معاہدات کو حضور ﷺ نے غیر مسلموں سے تعلقات کے لیے بنیادی حیثیت کے طور پر استعمال کیا۔ نبی کریم ﷺ نے غیر مسلموں سے جو معاہدات کیے ان کا اساسی مقصد بنی نوع انسان کی بہتری، دعوتِ توحید اور امن عامہ کا قیام تھا۔ العلاقات الدولیہ کے مصنف ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

" تتعدد المعاهدات بحسب اهدافها المقصودة فقد يكون الغرض منها تنظيم التجارة او نشر الاسلام و الثقافة او لاغراض اجتماعية "[3]

اہداف و مقصود کے لحاظ سے معاہدات کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، کبھی تو اس سے مقصود تجارتی مراسم کو استوار کرنا ہوتا ہے، کبھی اسلام اور اس کی ثقافت کی نشر و اشاعت یا کوئی اجتماعی غرض مد نظر ہوتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الْبُيُوعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ، حدیث ۲۰۴۸

Sahih Bukhari, Kitab-ul-Buyyu, Hadith 2048

[2] صحیح بخاری، کتاب الشُّرُوطِ، بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمُعَامَلَةِ، حدیث ۲۷۱۹

Sahih Bukhari, Kitab us Shuroot, Hadith 2719

[3] الزحیلی، وھبہ، الدکتور، العلاقات الدولیۃ فی الاسلام، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۱ء، ص ۱۵۸

Az Zuhaili, Wahba , Dr., Al Ilaqat ul Doliyah Fil Islam, Moassasat ur Risalah, Beirut, 1981, p 158

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اسلامی ریاست ایک ایسی خود مختار، آزاد اور مستحکم ریاست تھی کہ عالمی طاقتوں کے ساتھ ساتھ اطرافِ مدینہ کے قبائل جن کی حیثیت دورِ حاضر کی خود مختار ریاستوں کی مانند تھی یا تو دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے یا پھر اسلامی سلطنت کی زیرِ سیادت آگئے اور قلیل عرصہ میں یعنی ہجرت کے تقریباً پانچ ماہ کے اندر اندر مدینہ سے ینبوع کے علاقے تک اسلامی ریاست کے ساتھ معاہدات اور تعاون باہمی کے بین الاقوامی روابط سے منسلک ہوگئی۔

۲)میثاقِ مدینہ

بین المذاہب سیاسی تعلقات کی ایک اہم مثال میثاقِ مدینہ ہے جس کو معاہدہ مدینہ بھی کہا جاتا ہے۔ مدینہ کے قرب وجوار میں بہتر تعلقات اور ایک نئی اسلامی ریاست کی تاسیس و تشکیل کے سلسلے میں میثاقِ مدینہ کو بڑی اہم اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ میثاقِ مدینہ نے بین المذاہب سیاسی وانتظامی تعلقات میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ گلپ پاشا "میثاقِ مدینہ" کی اہمیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

> "مسلمانوں اور یہودیوں کے باہمی معاہدے کے اقتباسات اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ کس طرح مدینہ آتے ہی پیغمبرِ اسلام کی ذات گرامی مقامی سیاست، انتظامِ مملکت اور انصاف کے معاملات میں گھر گئی تھی، ایک قابل سربراہ کے لیے جس کی اپنی جماعت روبہ ترقی ہو اور اس کے ارکان میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہو، یہ بات ناگزیر ہو جاتی ہے کہ وہ ان امور پر توجہ دے جو معاشرت، معیشت اور انصاف کے لیے ضروری ہیں۔[1]

میثاقِ مدینہ میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ مسلمان اپنے دین پر عمل کریں گے اور یہود اپنے دین پر۔ گویا باہمی ہم آہنگی اور رواداری کی بناء پر بین المذاہب تعلقات قائم کیے گئے کہ کوئی کسی کی مذہبی آزادی میں رکاوٹ نہ بنے گا۔

معاہدہ کی رو سے قریش اور اس کے مددگاروں کو پناہ دینے کی ممانعت سے بھی اشاعتِ اسلام میں مدد ملی کیونکہ اس میں قریش کی طرف سے حملے کا خطرہ ٹل گیا۔ بین المذاہب ان معاہدات کی وجہ سے نہ صرف مختلف مذاہب کے پیروکاروں میں تعاون کی فضا میسر آئی بلکہ روزبروز مسلمانوں کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

۳)دفاعی تعلقات

نبی کریم ﷺ نے دفاع کی غرض سے مختلف مذاہب کے پیروکاروں سے جو معاہدے کیے، انہوں نے بھی اشاعتِ اسلام میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ آپ ﷺ کی دفاعی اور دعوتی حکمتِ عملی کا حصہ تھے۔

> جب اسلامی ریاست مدینہ نے اندرونی طور پر مختلف حلیفانہ معاہدات سے اطمینان حاصل کر لیا تو جغرافیائی حالت اس بات کی متقاضی تھی کہ گرد و نواح کے قبائل جو ایک خود مختار حیثیت کے مالک ہیں۔ ان سے دفاعی معاہدہ کر کے اسلامی ریاست کو دفاعی طور پر مستحکم بنا دیا جائے تو غزوہ بدر کے بعد ان سے دفاعی معاہدہ کیا گیا کیونکہ یہ قبیلہ بنو ضمرہ کی ایک شاخ تھا جو جغرافیائی طور پر ایسے مقامات پر واقع تھا جہاں مسلمانوں کو دفاعی طور پر دشمن کے حال احوال کی اطلاعات بآسانی پہنچ سکتی تھیں اور ان اطراف سے اسلامی ریاست پر حملے کے مواقع کم ہو گئے۔ اس معاہدہ میں یہ بات ضروری قرار دے دی گئی کہ اگر کوئی دشمن اسلامی ریاست پر حملہ آور ہو گا تو قبیلہ جنگی حالت اور معاونت میں آپ ﷺ کے حکم کا پابند ہو گا۔[2]

آپ ﷺ نے مدینہ تشریف لاتے ہی وہاں پر آباد مختلف قبائل بنو ضمرہ، بنو جہینہ اور بنو مدلج وغیرہ سے معاہدات کیے جو آپ ﷺ کی عسکری و دعوتی حکمتِ عملی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان معاہدات کی وساطت سے نبی کریم ﷺ نے دفاع کے تناظر میں بین المذاہب سیاسی تعلقات کی اہمیت بھی واضح فرمادی۔

---

[1] گلپ پاشا، محمد رسول اللہ ﷺ، سٹیزن پبلشرز کراچی، س۔ن، ص ۱۹۸

Gullip Pasha, Muhammad Rasool Allah (PBUH), Citizwn Publishers, Karachi , n.d, p 198

[2] ابن سعد، محمد، طبقات الکبریٰ، دارالصادر بیروت، ۱۹۵۸، ۱/ ۳۴۴

Ibn-e-Saad, Muhammad, Tabqat ul Kubra, Dar us Sadir Beirut, 1958, v 1, p 344

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۴) صلح حدیبیہ

۵ ہجری میں قریش مکہ سے حدیبیہ کے مقام پر ہونے والا معاہدہ، بین المذاہب سیاسی تعلقات کے لحاظ سے بے حد اہمیت کا حامل تھا۔ میثاقِ مدینہ، یہود جیسے داخلی دشمن سے کیا جانے والا معاہدہ ہے جبکہ صلح حدیبیہ ایسے خارجی دشمن سے ہوا جو مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ سے برسرپیکار تھا۔ اس معاہدے نے بین المذاہب تعلقات میں پر امن بقائے باہمی کا درس دیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

> معاہدہ صلح کے بعد مکہ اور مدینہ میں آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ مکہ والے مدینہ آتے، مہینوں قیام کرتے اور مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے۔ باتوں باتوں میں اسلامی مسائل کا تذکرہ آتا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہر مسلمان اخلاص، حسنِ عمل، پاکیزہ اخلاق کی ایک زندہ تصویر تھا۔ اس سے خود بخود کفار کے دل اسلام کی طرف کھینچے چلے آتے تھے۔ اس کے علاوہ بنی غفار۔ اور دیگر قبائل سے جو معاہدات کیے گئے ان کے نتیجے میں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔[1]

کتب تاریخ میں نبی کریم ﷺ کے معاہدات بنو عریض وبنو غازیہ، تبوک کا معاہدہ صلح، معاہدہ فدک، معاہدہ تیماء، معاہدہ جری اذرح، معاہدہ ایلہ، معاہدہ مقناء، معاہدہ خزاعہ، معاہدہ بنو نجار، معاہدہ جزام بھی مذکور ہیں۔ ان معاہدات کے ذریعے آپ ﷺ نے بین المذاہب تعلقات قائم کیے جس کے نتیجے میں امن وامان کے ماحول میں اشاعتِ اسلام کرنے کا موقع میسر آیا اور اسلام خوب پھلا پھولا۔ اسلامی ریاست بین الاقوامی تعلقات میں معاہدات کو دعوتِ اسلام کے ایک موثر ذریعہ کے طور پر استعمال کر سکتی ہے۔ ان معاہدات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ

> "ان معاہدات سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ابتدائی تعلقات پر روشنی ہی نہیں پڑتی بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان روابط کتنے صاف ستھرے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ رواداری پر خاص زور دیا جو کسی آسمانی کتاب سے وابستگی کے مدعی تھے۔ آپ ﷺ کی دعوت کا اولین مقصد یہ تھا کہ تمام لوگ وحدانیت ربانی کا اقرار کریں۔[2]

نبی کریم ﷺ نے بین المذاہب سماجی وسیاسی تعلقات محض اہلِ عرب سے ہی نہیں قائم کیے بلکہ دیگر ریاستوں سے بھی تعلقات کے لیے کوشاں رہے۔

۵) مکاتیبِ نبوی ﷺ

مکاتیب زمانہ قدیم سے ہی بین الاقوامی اور بین المذاہب تعلقات میں اہم رہے ہیں۔ جب اہل مکہ سے صلح حدیبیہ ہو چکی تو آپ ﷺ نے چھ ہجری میں عرب کے قرب وجوار میں بھی تعلقات استوار کرنے اور دینِ حق کی کرنیں پھیلانے کے لیے مکاتیب ارسال فرمائے۔ سیرت ابن ہشام کے مطابق:

> مدینہ آنے کے بعد مرکز اسلام کے قیام و فروغ اور پیہم فتح سے اسلام کا نام اطراف و جوانب میں پھیل گیا تھا۔اسلام کی عالمی حیثیت کے قیام و استحکام اور اشاعت کے حوالے سے یہ تمام سرگرمیاں عموی نوعیت کی تھیں۔ البتہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ نے عالمی دعوت کے سلسلہ میں بطور خاص اہتمام فرمایا۔چنانچہ اس بات کی تمام مورخین اور اصحاب سیر نے صراحت کی ہے کہ صلح حدیبیہ سے فارغ ہوکر رسول اللہ ﷺ نے متعدد شاہانِ عالم، فرمانروایانِ عرب اور دیگر وسائے قبائل کے نام خطوط ومکاتیب ارسال فرمائے ۔[3]

---

[1] محمد یونس، ڈاکٹر، رسول اللہ کا سفارتی نظام، علوم شرعیہ پرنٹرز لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۳۰۸

Muhammad Yunas, Doctor, Rasoolallah la Safarti Nazam, Uloom Shariah Printers Lahore, 1996, p 308

[2] قریشی، محمد صدیق، پروفیسر، رسول اکرم ﷺ کی سیاست خارجہ، غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۱۴۲

Qureshi, Muhammad Sidiq, Professor, Rasool Akram (PBUH) ki siyasat Kharjah, Gulam and Ali and sons, Lahore, 1987, p142

[3] ابن ہشام، ابو محمد ملک، سیرۃ ابن ہشام، مترجم محمد احسان الحق سلیمانی، مقبول اکیڈمی اردو بازار لاہور، ۲۰۰۳ء، ۳/ ۲۸۰

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ان جملہ مکاتیبِ گرامی کا بنیادی مقصد دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ بین المذاہب تعلقات اور امن کا قیام تھا۔ آپ ﷺ تمام دنیا تک دینِ حق پہنچانا چاہتے تھے چنانچہ آپ ﷺ کے بین المذاہب تعلقات کا دائرہ کار کسی خاص مذہب کے ماننے والوں تک محدود نہ تھا بلکہ آپ ﷺ عالمگیر بین المذاہب تعلقات کے خواہاں تھے۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

> رسول اللہ ﷺ نے چھ قاصدوں کی ایک جماعت کو مکتوبِ گرامی دے کر روانہ فرمایا۔ ان کو بھیجتے وقت آپ ﷺ نے ان پر یہ امر واضح فرما دیا تھا کہ میں چونکہ پوری امت کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، اس لیے اب موقع آ گیا ہے کہ میں سارے انسانوں سے خطاب کروں۔[1]

متعدد سفیروں اور قاصدوں کو رسول اللہ ﷺ نے عرب کے مقامی رؤساء اور بیرونی امراء کے پاس دعوتی خطوط اور فرامین ارسال فرمائے تھے۔ تاریخی شہادت کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ان دعوتی اور تبلیغی خطوط کا سلسلہ محرم ۷ ہجری سے ۱۰ ہجری کے اواخر تک جاری رہا۔ اس لیے ابن جریر طبری نے بھی مدتِ مراسلت وفات نبوی ﷺ تک شمار کی ہے۔[2]

بلکہ ترمذی کی ایک روایت بھی اس بات کی شہادت دیتی ہے، ترمذی کے الفاظ یہ ہیں:

> ان رسول اللہ ﷺ کتب قبل موتہ یدعوھم الیٰ کسریٰ و قیصر و الی نجاشی و الی کل جبار یدعوھم الی اللہ[3]
>
> رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے قبل ہی کسریٰ و قیصر، نجاشی اور ہر صاحب اقتدار کے نام خط لکھا اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دی۔

مکاتیبِ نبوی صرف روم و فارس کے سلاطین کو نہیں بھیجے گئے بلکہ اس کے مخاطب دنیا کے تمام صاحبان اقتدار تھے۔ مکاتیب کا بنیادی مقصد دعوت و تبلیغ، اشاعت اسلام اور قیامِ امن تھا۔

۶) سلاطین وامراء سے تعلقات

نبی کریم ﷺ نے سیاسی استحکام کے لیے یہ حکمتِ عملی اپنائی کہ نہ صرف مرکزی قوتوں کو مخاطب کیا بلکہ ان مراکز کے تابع دوسرے عناصر کو بھی مکاتیب لکھے۔۔یعنی ایران و روم کے تحت عرب کے جن علاقوں یا سرحدوں میں ذیلی ریاستیں قائم تھیں ان کو نظر انداز کر کے صرف بڑی طاقت کو ہی دعوت اسلام نہ دی۔ بلکہ سلاطین کے ساتھ ساتھ امراء کو بھی مکتوب بھیجے۔ کیونکہ عرب کے سرحدی علاقوں میں یہ نمائندہ قوتیں بااقتدار تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جہاں روم وفارس اور دوسری سلطنتوں کے حکمرانوں کو مخاطب کیا اس کے ساتھ ذیلی حکمرانوں، امراء، رؤساء کو بھی اسلام کی دعوت پیش کی۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ ذیلی ریاستیں جو مرکز کے لیے قوت کا باعث تھیں، ان کے اسلام قبول کر لینے سے بڑی قوتیں بھی یقیناً متاثر ہوتیں۔ آپ ﷺ نے روم کے بادشاہ "قیصر" فارس کے بادشاہ "کسریٰ" حبشہ کے بادشاہ "نجاشی" مصر کے بادشاہ "عزیز" اور دوسرے سلاطین عرب وعجم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔ بین المذاہب سیاسی تعلقات کے تناظر میں امراء و سلاطین کو خطوط لکھے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ درج ذیل ہے:

Ibn-e-Hasham, Abu Muhammad Malik Sirat Ibne Hasham, Mutrajam: Muhammad Ahsan ul Haq Sulaimani, Maqbool Academy Urdu Bazar Lahore, 2003, v 3, p 280

[1] ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲۰۸/۱

Ibn-e-Saad, Al Tabqaat-ul-Kubra, v 1, p 208

[2] طبری، تاریخ الامم والملوک، ۶۳۵/۲

Tibri, Tareekh ul Umam wal Malook, v 2, p 235

[3] جامع ترمذی، باب ماجاء فی کتابہ المشرکین، حدیث ۲۷۱۶

Jamia Tirmidhi, Bab ma ja'a fi kitabihi..., Hadith 2716

Vol.4 No.2 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

قیصرِ روم کے نام خط کا متن یہ تھا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ ...دَعَا (قَيْصَرُ) بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِءَ فَإِذَا فِيهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَيأَمَّا بَعْدُ فَإِنِّى أَدْعُوکَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِکَ اللَّهُ أَجْرَکَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْکَ إِثْمُ الْأَرِيسِيِّينَ وَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِکَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔[1]

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے قیصر کو خط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔۔۔۔ قیصر نے نبی کا خط منگوایا، وہ اُسے پڑھ کر سنایا گیا، تو اُس میں یہ لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد اللہ کے بندے اور اُس کے رسول کی جانب سے ہر قل شاہ روم کی طرف اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کو قبول کرلے، اما بعد، میں تمھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرلو، سلامت رہو گے۔ تم اسلام قبول کرو گے تو اللہ تمھیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر تم نے اِس سے روگردانی کی تو تمھاری رعایا کا گناہ بھی تمھارے اوپر ہوگا۔ (اللہ فرماتا ہے کہ تم) کہہ دو، اے اہل کتاب اُس کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان مشترک ہے۔ یعنی یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں گے، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور نہ ہم میں سے کوئی آپس میں ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب بنائے گا۔ پھر اگر وہ اِس سے منہ موڑتے ہیں، تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو فرمانبردار ہیں۔

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفیر حضرت وحیہ کلبیؓ کے ذریعے قیصر روم کو مکتوب روانہ کیا۔ تو اس کے ساتھ ساتھ سلطنتِ روم کے ماتحت تمام علاقوں کے فرمانرواؤں کو بھی مکتوبات بھیجے۔

ایران کے شہنشاہ کسریٰ کو جو خط لکھا گیا اس کا مضمون یہ تھا:

من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم الروم

سلام علی من اتبع الھدیٰ و اٰ من باللہ و رسولہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و ان محمد عبدہ و رسولہ ، ادعوک بدعایۃ اللہ فانی رسول اللہ الی الناس کافۃ لأنذر من کان حیاً و یحق القول علی الکافرین فاسلم تسلم فان ابیت فان اثم المجوس علیک۔ [2]

"محمد اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کسریٰ، حاکم فارس کے نام، سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تجھے اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق دعوت (اسلام) دیتا ہوں، اس لئے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ جو لوگ زندہ ہوں انہیں (اللہ سے) ڈراؤں اور کفار پر اللہ کی حجت (بات) پوری ہو جائے۔ اسلام لے آؤ، سلامت رہو گے، ورنہ تمام مجوس کے اسلام نہ لانے کا گناہ تجھ پر ہوگا"

دوسری جانب سلطنتِ فارس اور اس کے ماتحت عام امراء و رؤسا کو بھی مخاطب کیا۔ نبی نے ایک گرامی نامہ جریج بن متی کے نام روانہ فرمایا جس کا لقب مقوقس تھا اور جو مصر و اسکندریہ کا بادشاہ تھا۔ خط کو پہنچانے کے لئے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ (رضی اللہ عنہ) کا انتخاب فرمایا گیا۔ نامہ گرامی یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

اللہ کے بندے اور اسے کے رسول محمد کی طرف سے مقوقس عظیم قبط کی جانب

---

[1] بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب دعا النبی ﷺ الی الاسلام، حدیث ۲۹۴۱

Bukhari, Kitab ul Jihad wa Sir, Hadith 2941

[2] المھیری، سعید بن عبد اللہ حارب، العلاقات الخارجیۃ للدولۃ والاسلامیۃ، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۵ء، ص ۱۴۴

Al-Mahiri, Saeed bin Abdulah Harib, Al Ilaqat u Kharijiyah Lil Dolat wal Islamiyah, Moassat ur Risalah, Beirut, 1995, p 144

Vol.4 No.2 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ اور اسلام لاؤ اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ لیکن اگر تم نے منہ موڑا تو تم اہل قبط کا بھی گناہ ہو گا۔" اے اہل قبط! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ہم میں سے بعض، بعض کو اللہ کے بجائے رب نہ بنائیں۔ پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں"۔[1]

۷)سفارتی تعلقات

سیرت طیبہ ﷺ میں بین المذاہب سیاسی تعلقات کے لیے سفارت کا کامل ضابطہ ملتا ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے جس تیزی کے ساتھ خارجہ تعلقات پر توجہ دی اور امراء و سلاطین ممالک کو خطوط ارسال کیے، اس سے سفارت نہایت تیزی سے ہوئی اور اس کے اثرات بھی فوراً سامنے آنا شروع ہو گئے۔ لیکن ان تمام سفارتی تعلقات میں مادی مفادات کا حصول بالتبع تو تھا البتہ ہدف اصلی توحید کی دعوت لوگوں تک پہنچانا تھا۔ ارشد عقیلی لکھتے ہیں:

و تعدهذه الخطوط نقطة هامة فی تاریخ العرب والاسلام ، لیس لآ ن الرسول سوف یوحد عرب الجزیرة العربیة تحت رأ یة الاسلام و لکن لان هو لاء العرب بعد ان اعتنقواالاسلام و تمثلوه رسالة السماء[2]

اور آپ ﷺ کی یہ مراسلاتی سفارت عرب کی تاریخ میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے اگرچہ اس سے مراد محض پورے عرب کو اسلامی جھنڈے کے تحت ایک قوم بنانا مقصود نہیں تھا بلکہ ان کو اسلام کی دعوت پہنچانا مقصود تھی کہ وہ یاتو اسلام قبول کرلیں یا پھر آسمانی دعوت کے تحت اطاعت شعاری کا مظاہرہ کریں۔

آپ ﷺ کے ہر ہر فعل اور قول سے اسلام کی طرف دعوت کی اہمیت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں، لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ﷺ کی خارجہ حکمتِ عملی میں حد درجہ توازن اور اعتدال تھا جس سے کسی قسم کی کمزوری یا کسی قسم کی مصالحت کے نتیجہ میں اپنے موقف یا مقصد سے انحراف کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

مکتوبات بھیجنے کی اس حکمت عملی نے نہایت دور رس اثرات مرتب کیے۔ جزیرہ نما عرب سے ملحقہ ریاستوں میں اسلام کا پیغام پہنچایا اور وہاں کے لوگوں کو یہ جاننے کا موقع ملا کے عرب میں ایک انقلاب برپا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور انسانیت کی مساوات کا علمبردار ہیں۔ ان والیانِ ریاست میں سے کئی ایک نے اسلام کے دامن میں پناہ تلاش کی۔ اس کا خوشگوار اثر یہ پڑا کہ اب کے عوام نے بھی ان کی تقلید کی ۔۔۔ بین الاقوامیت کے اس دور کے آغاز نے اندرونی صحافت استحکام پیدا کرنے میں مدد دی۔ یہیں سے آپ ﷺ نے اپنی ریاست کے لیے ان خطوط کا تعین کیا جو دراصل آپ ﷺ کی نبوت کا مقصود تھا۔[3]

غرضیکہ آپ ﷺ نے بین الاقوامی سیاسی تعلقات قائم کرنے کے لیے سفارتی وفود بھیجے۔ جس کے بہت گہرے اثرات عالمی سیاسی حالات پر پڑے اور مرکزِ اسلام کے توسیع و ارتقاء میں بھی مکاتیب نے اہم کردار ادا کیا۔ بعض ممالک کے حکمرانوں نے تو براہِ راست اسلام قبول کر لیا جس سے پورا علاقہ مسلمان ہو گیا اور اسلامی ریاست کی توسیع ہوئی جبکہ بعض علاقوں کے حکمرانوں نے آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اور حق سے محرومی ان کا مقدر ٹھہری۔

---

[1] مبارکپوری، صفی الرحمن، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ لاہور، صفر ۱۴۲۳ھ مئی ۲۰۰۲ء، ص ۴۸۰۔۴۷۹

Mubarakpuri, Safi-ur-Rehman, Maulana, Ar-Raheeq ul Makhtoom, Al Maktaba Salifyah, Lahore, 2002, p 479-480

[2] العقیلی، محمد ارشد السفارات النبویہ، احیاء العلوم، بیروت، ۱۹۸۶ء، ص ۱۵

Al-Aqili, Muhammad Arshad, As Safarat un Nabviyah, Ihyam ul Uloom, Beirut, 1986, p 15

[3] قریشی، محمد صدیق، رسول اکرم ﷺ کی سیاستِ خارجہ، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۵۹۔۵۸

, Muhammad Sidiq, Professor, Rasool Akram (PBUH) ki siyasat Kharjah, Gulam and Ali and sons, Lahore, 1981, p 58-59

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

غرضیکہ عہدِ رسالت اور عہدِ خلفائے راشدین میں ریاستِ مدینہ کو بے پناہ استحکام حاصل ہوا اور یہی وہ دور ہے جب اسلام جزیرہ سے نکل کر دنیا کے تین بڑے براعظموں پر پھیل گیا۔اسلامی ریاست عالمی سطح پر ایک عالمی طاقت کے طور پر متعارف ہوئے اور خارجی امن کا بھی تحقیق ہوا۔ اور اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد بھی واضح ہو کر سامنے آیا۔
و قد عرفت الدولۃ الاسلامیہ العھد النبوی ﷺ و الخلافۃ الراشدۃ منھج الدعوۃ الاسلامیۃ باعتبار ھدفاً اساسیا [1]

اور تحقیق اسلامی ریاست، عہدِ نبوی ﷺ اور عہدِ خلفائے راشدین میں اسلام کی دعوت کو بنیادی مقصد کے طور پر رکھتی تھی۔

آپ ﷺ نے مبلغین، مکاتیب، وفود اور سفارتی تعلقات کے نتیجے میں مذاکرات کی ایسی سنت قائم کی جس کے آداب سے اس وقت کی عالمی طاقتیں واقف نہیں تھیں۔ ریاستی مساعی اور اخلاقِ کریمانہ کے ذریعے آپ ﷺ نے تمام عرب اور دور دراز علاقوں میں اشاعتِ حق کی۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین نے بھی اپنی داخلہ وخارجہ حکمتِ عملی میں انہی سنتوں کو مدِ نظر رکھا اور انہی خطوط پر بین المذاہب سیاسی تعلقات کو آگے بڑھایا۔

خلاصہ بحث

سیرت طیبہ ایک مینارۂ نور ہے جس سے ہر شعبہ زندگی میں کسبِ فیض کیا جاسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ دنیا میں بقا وترقی اور قیامِ امن کے لیے بین المذاہب تعلقات ہر دور میں ناگزیر رہے ہیں۔ اسلام دینِ امن و آشتی ہے اس لیے بین المذاہب تعلقات کو چند اصول وضوابط کے ساتھ بڑھوتری دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت میں غیر مسلموں سے تعلقات کے لیے مذہبی، سماجی، معاشی اور سیاسی رضیکہ ہر شعبہ زندگی میں ہدایت ورہنمائی موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت میں غیر مسلموں کی مہمان نوازی، تحائف کے تبادلہ، ان کے دکھ سکھ میں شرکت، غیر مسلم کی عیادت، ان کے جنازے کے احترام کی روشن مثالیں ملتی ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ بین المذاہب معاشرتی تعلقات میں تکریم وتعظیم انسانیت کی کس حد تک گنجائش موجود ہے۔ اسی طرح سیرت رسول ﷺ میں سیاسی طور پر بھی بین المذاہب تعلقات کی بڑھوتری کے لیے نمونے ملتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کس طرح غیر مسلم قبائل، ریاستوں اور حکمرانوں سے معاہدات کیے، مثلاً میثاقِ مدینہ، صلح حدیبیہ اور یہود ونصاریٰ سے معاہدات وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ نے دعوتِ توحید و قیامِ امن کے لیے مکاتیب ارسال فرمائے نیز سفارتی تعلقات قائم فرمائے۔ یہ تمام امثلہ عصرِ حاضر میں بین المذاہب تعلقات کے لیے راہِ عمل فراہم کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے بین المذاہب تعلقات کی حدود وقیود واضح کر دیں اور غیر مسلموں سے انسانی تعلقات رکھنے کا جواز دیا۔
آپ ﷺ کی سیرت طیبہ وہ واحد راستہ ہے جسے اپنا کر دورِ حاضر میں امن وامان کے قیام اور ترقی کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے۔

مصادر ومراجع

- القرآن الکریم
- ابن جریر طبری، علامہ ابی جعفر محمد، تاریخ الامم والملوک، دارالتراث۔ بیروت، ۱۳۸۷ھ
- ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دارالصادر بیروت، ۱۹۵۸ء
- ابن ہشام، ابو محمد ملک، سیرۃ ابن ہشام، مترجم محمد احسان الحق سلیمانی، مقبول اکیڈمی اردو بازار لاہور، ۲۰۰۳ء
- ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، دارالسلام للنشر والتوزیع ریاض، ۱۹۹۹ء
- بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۹۹۹ء
- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، دارالفکر بیروت، ۱۹۸۳ء
- تھانوی، اشرف علی، مولانا، بیان القرآن، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن
- جلال الدین عمری، مولانا سید، غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کی حدود، اسلامی پبلی کیشنز، دہلی، ۱۹۹۸ء
- الزحیلی، وھبہ، الدکتور، العلاقات الدولیۃ فی الاسلام، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۱ء
- الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت
- العقیلی، محمد ارشد السفارات النبویہ، احیاء العلوم، بیروت، ۱۹۸۶ء

---

[1] المھیری، سعید بن عبد اللہ حارب، العلاقات الخارجیۃ للدولۃ والاسلامیۃ، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۵ء، ص ۱۱۸

–Mahiri, Saeed bin Abdulah Harib, Al Ilaqat u Kharijiyah Lil Dolat wal Islamiyah, Moassat ur Risalah, Beirut, 1995, p 118

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.2 2021

- قریشی، محمد صدیق، پروفیسر، رسول اکرم ﷺ کی سیاست خارجہ، غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۸۷ء
- گلپ پاشا، محمد رسول اللہ ﷺ، سٹیزن پبلشرز کراچی، س۔ن
- مبارکپوری، صفی الرحمنٰ، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ لاہور، صفر ۱۴۲۳ھ مئی ۲۰۰۲ء
- محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۰۹ء
- محمد یونس، ڈاکٹر، رسول اللہ کا سفارتی نظام، علوم شرعیہ پرنٹرز لاہور، ۱۹۹۶ء
- المهیری، سعید بن عبداللہ حارب، العلاقات الخارجیۃ للدولۃ والاسلامیۃ، موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۵ء